ابرالیہ

ابدالیہ

ایک قدیم اور نادر رسالہ کی اوّلین اشاعت

اسلامک بُک فاؤنڈیشن ○ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

ابدالیہ

ایک قدیم اور نادر رسالہ کی اوّلین اشاعت

تصنیف

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ

ترجمہ تحقیق وتعلیق

محمد نذیر رانجھا نوشاہی نقشبندی مجدّدی

اسلامک بک فاؤنڈیشن

۲۴۹ این سمن آباد۔ لاہور

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۷

ناشر : ـــــ اسلامک بک فاؤنڈیشن ـ لاہور
طابع : ـــــ معارف پرنٹنگ پریس ـ لاہور
تقسیم کار : ـــــ المعارف ـ گنج بخش روڈ ـ لاہور
سالِ اشاعت : ـــــ ۱۳۹۸ھ ـــ ۱۹۷۸ء
تعداد : ـــــ ایک ہزار
قیمت : ـــــ ۱۰/- روپے

بسعی واہتمام:

الحاج محمد ارشد قریشی القادری
ایم اے (اقتصادیات) ایم اے (علوم اسلامیہ)
اعزازی ڈائریکٹر : اسلامک بک فاؤنڈیشن
۲۴۹- این سمن آباد ـ لاہور ○ فون ۴۱۵۲۴۰

واحد تقسیم کار: "المعارف" گنج بخش روڈ، لاہور

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ

نام ونسب | یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ثم السرزی المعروف یعقوب چرخیؒ۔ ایرانی سکالر سعید نفیسی نے آپ کا نسب "سروری" لکھا ہے اور یہ کہ وہ کچھ عرصہ شیراز میں رہے[1]۔

مخطوطہ رسالہ ابدالیہ مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے کاتب نے "الشرزی" نسخہ انڈیا آفس لائبریری کے کاتب نے "السوزی" اور مخطوطات کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کے کاتبوں نے "السرزی" تحریر کیا ہے۔ مگر افغانستانی محقق خلیل اللہ خلیلی رسالہ نائیہ حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمہ میں مصنف کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"سرزہ دھیست از دھات چرخ کہ در اول لباتین چرخست، مسکن آباء واجداد ایں فقیر آنجاست"[2]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح نسبت الغزنوی ثم الچرخی ثم السرزی ہی ہے۔

ولادت | تذکرے آپ کی ولادت کے متعلق خاموش ہیں۔

تعلیم وتربیت | کچھ عرصہ جامع ہرات اور ممالک مصر میں تحصیل علوم کی[3]۔ حضرت شیخ زین الدین خوافی (وصال ۸۳۳ یا ۸۳۴ یا ۸۳۸ھ) آپ کے ہم درس تھے اور آپ نے حضرت مولانا شہاب الدین

---

(۱) تاریخ نظم ونثر در ایران و در زبان فارسی جلد اول ص ۲۶۴ و جلد دوم ص ۷۷۸

(۲) مقدمہ رسالہ نائیہ ص ۹۷۔

(۳) رشحات ص ۹۷، وتذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۰۔

سیرامی سے، جو اپنے زمانے کے مشہور عالم تھے۔ تلمذ کیا۔[1] فتویٰ کی اجازت آپ نے علمائے بخارا سے پائی تھی۔[2]

حضرت خواجہ نقشبند سے ملاقات حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ کو ان سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ جب آپ اجازت فتویٰ حاصل کر کے بخارا سے واپس چرخ جانے لگے تو ایک دن حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی سے عرض کیا "میری طرف بھی توجہ فرمائیں"۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا "کیا اس وقت جب کہ تم سفر کی حالت میں ہو؟"

آپ نے عاجزی سے کہا "میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں"۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ کیوں؟ آپ نے کہا "اس لئے کہ آپ بزرگ ہیں اور عوام الناس میں مقبول ہیں"۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "کوئی اور اچھی دلیل؟ ممکن ہے یہ قول شیطانی ہو"۔ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے کہا "حدیث صحیح ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا دوست بناتا ہے۔ اس کی محبت اپنے بندوں کے دل میں ڈال دیتا ہے"۔ حضرت خواجہ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا "ہم عزیزی ہیں"۔ ان کے یہ فرمانے سے یعقوب چرخیؒ کا حال دگرگوں ہو گیا۔ کیونکہ اس واقعہ سے ایک ماہ قبل انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبند ان سے فرماتے ہیں "مریدان عزیزان شو"۔ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ یہ خواب بھول چکے تھے۔ جب حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "ہم عزیزی ہیں" تو حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ خواب یاد آ گیا۔[3]

اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۲۔

(۲) رشحات ص ۷۶۔

(۳) رشحات ص ۷۶۔

سے التماس کی کہ میری طرف بھی توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا: "ایک شخص نے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان سے توجہ طلب کی تو انہوں نے فرمایا کہ غیر توجہ میں نہیں رہتا۔ کوئی چیز ہمارے پاس رکھو تاکہ جب میں اسے دیکھوں تو تم یاد آجاؤ۔"(۱)

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تمہارے پاس ایسی چیز نہیں کہ ہمارے پاس رکھ جاؤ۔ لہٰذا میرا ایک جامہ ساتھ لے جاؤ جب اسے دیکھ کر ہمیں یاد کروگے تو ہمیں پاؤگے۔" پھر فرمایا: "اس سفر میں مولانا تاج الدینؒ دشتی کولکی کو ضرور ملنا کہ وہ ولی اللہ ہیں۔"(۲)

بخارا سے روانگی حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سفر کی اجازت لی اور بخارا سے بلخ کی طرف چل پڑے۔ اتفاق سے انہیں کوئی ضرورت پیش آئی اور ایسا موقع آیا کہ وہ بلخ سے کولک کی طرف روانہ ہوئے اور اس سفر میں انہیں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا جس میں انہوں نے حضرت مولانا تاج الدین دشتی کولکی سے ملاقات کرنے کے لئے فرمایا تھا۔(۳)

مولانا تاج الدینؒ سے ملاقات اور بخارا کو واپسی حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش بسیار کے بعد حضرت مولانا تاج الدین دشتی رحمۃ اللہ علیہ کو پالیا۔ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کا جو رابطہ محبت حضرت خواجہ نقشبندؒ سے تھا وہ حضرت مولانا تاج الدینؒ کی ملاقات سے اسقدر بڑھ گیا کہ وہ دوبارہ بخارا کی طرف چل پڑے اور ارادہ کیا کہ جاکر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔(۴)

---

(۱) رشحات ص ۷۷

(۲) ایضاً

(۳) ایضاً

(۴) ایضاً

ایک مجذوب سے ملاقات بخارا میں ایک مجذوب تھے جن سے حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کو بڑی عقیدت تھی۔ انہوں نے ان کو سرِ راہ بیٹھے دیکھا۔ ان سے پوچھا "کیا میں حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں جاؤں؟" انہوں نے کہا "جلدی جاؤ"۔ اس مجذوب نے اپنے سامنے زمین پہ بہت سی لکیریں کھینچیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے خود سے کہا کہ ان لکیروں کو گنوں۔ اگر مفرد ہوئیں تو میرے ارادے کی دلیل ہوں گی۔ کیونکہ "اِنَّ اللّٰہَ فردٌ وَّیُحِبُّ الفَرد"۔ (ترجمہ۔ خدا ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے)۔

چنانچہ انہوں نے لکیروں کو گنا تو یہ مُفرد تھیں![1]

حضرت خواجہؒ سے دوبارہ ملاقات اس واقعہ کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کا اشتیاق بڑھا کہ وہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں جائیں اور ان کے مریدوں میں شامل ہو کر ان کی نظرِ التفات سے مشرف ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نصیب فرمائی اور انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کامل اور مکمل ولی اللہ ہیں۔ غیبی اِشاروں اور واقعات کے بعد انہوں نے قرآن مجید سے فال نکالی اور یہ آیت سامنے آئی "اُولٰئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ"[2]۔ (ترجمہ۔ یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (صبر کی) ہدایت کی تھی۔ سو آپ بھی انہی کے طریق پہ چلیئے)۔

آخر روز میں وہ اپنے مسکن فتح آباد میں حضرت شیخ سیف الدّین الباخرزی (وصال ۶۵۱ھ) کے مزار کی طرف متوجہ بیٹھے تھے کہ اچانک قبولِ الٰہی کا ایک قاصد آ پہنچا اور ان کے دِل میں باطنی بے قراری پیدا ہوئی۔ اسی وقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی طرف چل پڑے۔ جب حضرت خواجہؒ کی اقامت گاہ قصرِ عارفاں پہنچے تو حضرت خواجہؒ سرِ راہ ان کے منتظر تھے اور وہ انہیں لطف و احسان سے پیش آئے[4]

---

(۱) رشحات ص ۷۷۔ (۲) انسیہ ص ۲، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۰۔ (۳) پارہ ۷، سورۃ الانعام آیت ۹۰۔

(۴) رشحات ص ۷۸۔ انسیہ ص ۲ و تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۰۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونا

نماز کے بعد مولانا یعقوب چرخیؒ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے حلقۂ ارادت میں شامل فرمائیں۔ حضرت خواجہؒ نقشبند نے فرمایا کہ روایت میں ہے "العلم علمان وعلم القلب فذلك علم نافع علم الانبياء والمرسلين والعلم اللسان فذلك حجة الله على ابن آدم" (ترجمہ: علم دو ہیں۔ ایک قلب کا علم جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے۔ دوسرا زبان کا علم اور یہ بنی آدم پر حجت ہے) امید ہے کہ علم باطنی سے تمہیں کچھ نصیب ہوا ہو گا۔" اور فرمایا کہ روایت میں آیا ہے۔" اذا جالستم اهل الصدق فاجلسوهم بالصدق فانهم جواسيس القلوب يدخلون فی قلوبكم وينظرون الى همكم ونياتكم۔" (ترجمہ: جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ لیتے ہیں)۔ اور ہم مامور ہیں۔ ہم خود کسی کو قبول نہیں کرتے۔ آج رات دیکھیں گے کہ کیا اشارہ آتا ہے۔ اگر انہوں نے تجھے قبول کیا تو ہم تمہیں قبول کر لیں گے۔"(۲)

یہ رات حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بڑی بھاری تھی۔ انہیں یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ شاید حضرت خواجہؒ مجھے قبول نہ کریں۔ اگلے روز مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت خواجہؒ نے مولانا یعقوب چرخیؒ سے فرمایا۔

"مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا آیا ہے ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر قبول کریں تو دیر سے کرتے ہیں لیکن جو آدمی جس حالت میں آئے اور جیسا وقت ہو۔"(۳)

---

(۱) رسالہ قدسیہ ص ۱۰۸ بحوالہ کنز الہدایات و تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۰۔

(۲) رشحات ص ۸۷، انسیہ ص ۲، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۰۔

(۳) رشحات ص ۸۷، انسیہ ص ۲، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۰۔

اس کے حضرت خواجہ نقشبندؒ نے اپنے مشائخ کا سلسلۂ طریقت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز تک بیان فرمایا اور پھر حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کو وقوف عددی میں مشغول کیا اور فرمایا: "یہ علمِ لدنی کا پہلا سبق ہے جو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا[1]"

عطائے خلافت

بیعت کے بعد آپ کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور اس دوران میں حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل تعلیم و تربیت کرتے رہے۔

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بخارا سے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور رخصت کے وقت فرمایا: "ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس کو بندگانِ خدا تک پہنچاؤ تاکہ سعادت کا موجب بنے[2]" پھر تین بار فرمایا "ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا[3]" اور ساتھ ہی اشارۃً آپ کو حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے کا حکم فرمایا[4]

بخارا سے روانگی

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے چل کر شہر کش۔ اصفہان یا ماوراء النہر کا ایک گاؤں، میں پہنچے اور وہاں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ اسی اثنا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر ملی۔ آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور ساتھ ہی یہ خوف بھی کہ مبادا عالم طبیعت کی طرف پھر میلان ہو جائے اور طلب کی خواہش نہ رہے۔ آپ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح کو دیکھا اور انہوں نے آپ کا وہم ایک اشارہ کے ساتھ دُور فرما دیا۔ اس کے بعد آپ نے خیال کیا کہ درویشوں کے گروہ میں مل کر ان کے طریقہ کو اپنایا جائے۔ پھر

---

(۱) رشحات ص ۷۸۔ انسیہ ص ۳۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۰۔ ۱۴۱۔

(۲) ایضاً ۱۴۱

(۳) انسیہ ص ۳، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۱۔

(۴) رشحات ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۲۔

عالمِ روحانی میں حضرت خواجہؒ کو دیکھا تو انہوں نے آپ کو اس ارادے سے باز رہنے کا حکم دیا ایک دفعہ آپ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کو عالمِ روحانی میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ مَیں وہ کونسا عمل کروں جس کے ہونے سے آپ کو قیامت میں پاؤں۔ انہوں نے فرمایا: "شریعتِ محمدی پہ عمل کرنے سے"[1]

حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ کی خدمت میں

کچھ عرصہ موضع کش میں قیام کرنے کے بعد آپ بدخشاں چلے گئے۔ یہاں پہنچنے پر آپ کو چغانیاں سے حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوبِ گرامی ملا۔ جس میں انہوں نے آپ کو اپنی متابعت کا اشارہ کیا۔ آپ چغانیاں کو روانہ ہو گئے اور حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ آپ چند برس تک ان کی صحبت میں رہے۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ آپ پر بے حد لطف فرماتے تھے[2]

جب حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اس دارِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف رحلت فرمائی تو اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی تعمیل کرنی چاہی کہ "جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے اسے بندگانِ خدا تک پہنچا دینا اور مناسبِ حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا"[3]

وفات

آپ نے ۵ صفر ۸۵۱ ہجری کو وفات پائی۔ صاحب رشحات نے لکھا ہے کہ "آپ کی قبر مبارک موضع ہلفتو میں واقع ہے جو حصار کا ایک دیہات ہے"[4] اور اسی روایت کو صاحب تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ نے بھی نقل کیا ہے[5]۔ مگر سعید نفیسی تاریخ نظم و نثر در ایران و در

---

(۱) رشحات ص ۷۸۔ انسیہ ص ۴۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۱۔

(۲) انسیہ ص ۴۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۲۔

(۳) انسیہ ص ۵۔ ایضاً

(۴) رشحات ص ۷۶۔

(۵) ص ۱۴۲۔

زبان فارسی میں لکھتے ہیں: "مولانا یعقوب چرخیؒ نے حصار شادمان میں وفات پائی۔ ان کا مزار اب کالخوز لیین میں تاجیکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ سے ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر چغانیان میں واقع ہے۔ حصار شادمان کا شہر پہلے اس جگہ آباد تھا اور بعد میں حصارات سے شہرت پائی۔ اس شہر کے آثار میں سے ایک حمام اور دو مزار باقی ہیں"[۵]

جانشین

۱۔ سعید نفیسی کے بقول: "حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا یوسف چرخی اپنے باپ کے جانشین تھے۔ ان کا مزار دوشنبہ سے تقریباً ۴ کلومیٹر کے فاصلے پر اس جگہ موجود ہے جو چرتک کے نام سے مشہور ہے اور اس پر تیمور کے مقبرہ کی طرح کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔ یہاں پہاڑ کے دامن میں ایک بڑی خانقاہ بنائی گئی ہے۔ جہاں چند حجرے ہیں"[۲]

۲۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ (وصال ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ ہجری) اپنے وقت کے مشہور عارف اور آپ کے جانشین اور خلیفہ تھے[۳]

تصنیفات

۱۔ تفسیر یعقوب چرخیؒ: اس میں تسمیہ، تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کے علاوہ آخری دو پاروں کی تفسیر موجود ہے۔ یہ ۸۵۱ ہجری میں مکمل ہوئی[۴]۔ کئی بار چھپ چکی ہے ایک مرتبہ ۱۳۰۸ھ میں لکھنؤ سے چھپی[۵] اور ایک بار اسے حاجی عبدالغفار و پسران تاجران کتب ارگ بازار قندھار (افغانستان) نے ۱۳۳۱ھ میں مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سے چھاپا ہے۔

۲۔ رسالۂ نائیہ: اس کا موضوع شرح دیباچہ مثنوی معنوی ہے۔ رسالۂ نائیہ جامیؒ کے ہمراہ (ص ۹۵ تا ۱۵۸) انجمن تاریخ افغانستان کابل نے ۱۳۳۶ ہجری شمسی میں شائع کیا۔ اور اس پر

---

(۱) جلد اوّل ص ۲۶۵۔

(۲) جلد دوم ص ۷۷۸، ۷۷۹۔

(۳) ایضاً

(۴) تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی ص ۲۶۵۔

(۵) ایضاً

خلیل اللہ خلیلی نے حواشی اور مقدمہ تحریر کیا"۔

۳۔ النسبۃ: یہ رسالہ "ستہ ضروریہ" (مجموعہ رسائل حضرات نقشبندیہ) میں (ص ۱۵ تا ۳۷) مطبع مجتبائی دھلی سے ۱۳۱۲ ہجری میں چھپ چکا ہے۔ در ملفوظات و مناقب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ و فضائل سلسلہ نقشبندیہ چند فصول پر مشتمل ہے۔ ۱۔ فصل۔ فضیلت وضو۔ ۲۔ فصل۔ ذکر خفی ۳۔ فصل۔ سماع۔ ۴۔ فصل۔ نماز۔ ۵۔ خاتمہ۔ بعض فوائد جو مصنف کو حضرت خواجہ سے پہنچے۔

(۴) روایح: مطبوعہ یا مخطوطہ کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا۔ سعید نفیسی نے تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی جلد اوّل میں صفحہ ۲۶۵ پہ اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کا موضوع تصوف ہے۔

۵۔ شرح رباعیات ابوسعید ابی الخیر(۱): مطبوعہ کے متعلق علم نہیں ہوا۔ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کے مجموعہ ۱۴ رسائل خطی میں اس کا ایک قلمی نسخہ (ص ۵۴ تا ۱۶۱) موجود ہے اس کا نمبر ۴۸۴۴ ہے۔ کاتب نے آخر میں اس کا نام "جمالیہ" لکھا ہے۔ اس مجموعہ کے گیارہویں رسالے کے آخر میں تاریخ کتابت ۱۱۰۰ھ درج ہے اور تمام مجموعہ ایک خط میں تحریر ہے۔

۶۔ ابدالیہ: مصنف نے اپنی طرف سے اس کا کوئی نام تجویز نہیں کیا تاہم نسخہ ۱، ۲، ۴ کے کاتبوں نے اسے مذکورہ بالا نام سے ہی یاد کیا ہے۔ تذکروں میں اس کا نام نہیں ملتا اور نہ ہی آج تک طبع ہوا ہے چونکہ اس کا متن قدیم اور اہم تھا اس لئے میں نے اسے تصحیح کے لئے منتخب کیا۔ (ابدالیہ کا تصحیح کردہ فارسی متن عنقریب مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد شائع کر رہا ہے)

مخطوطات

۱۔ ڈیرہ اسماعیل خاں، موسیٰ زئی شریف، مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ مملوکہ صاحبزادہ مولانا ابو عبداللہ محمد سعد سراجی مرشد بابا صاحب مدظلہ العالی خط نستعلیق خوش۔ کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔ لیکن خط بارہویں صدی ہجری کا معلوم

---

(۱) فہرست کتابہای چاپی فارسی جلد دوم ص ۲۹۱۱۔

ہوتا ہے۔ صفحات ۱۵۔ سطور فی صفحہ ۱۵۔ ہمراہ مجموعہ رسائل ۱۔ ابدالیہ۔ ۲۔ رسالہ در مسائل نماز
۳۔ رسالہ فی تحقیق معنی کلمۃ التوحید۔ ۴۔ رسالہ کشف رویا از شیخ نور الدین بن شیخ عبد الحق دہلوی
بخاری۔ ۵۔ ترجمۂ فارسی تقویت الایمان۔

۲۔ اسلام آباد۔ کتابخانۂ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ شمارۂ ۳۹۵۔ خطِ نستعلیق خوش۔ کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔ لیکن خط دسویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔ صفحات ۱۳۔ سطور فی صفحہ ۲۱ ہمراہ مجموعہ ۱۔ کشف المحجوب (ص ۱-۵۰۱) ۲۔ ابدالیہ (ص ۵۰۲-۵۱۴) (فہرست نسخہ ہائے خطی کتابخانۂ گنج بخش (جلد دوم) ص ۳۵۷ نوشتہ محمد حسین تسبیحی)۔

۳۔ اسلام آباد۔ کتابخانۂ گنج بخش۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان شمارۂ ۵۸۶۶، خطِ نسخ پختہ، کاتب قوام الدین عبداللہ۔ ہمراہ مجموعہ رسائل ۱۔ قدسیہ۔ خواجہ محمد پارساؒ (ص ۶-۶۴) ۲۔ محبوبیہ۔ ایضاً (ص ۶۵-۶۹) ۳۔ انیس الطالبین و عدۃ السالکین (ص ۷۰-۲۴۰) ۴۔ سخنان خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ، سخنان ترمذی؟ (ص ۲۴۲-۴۵۶) ۵۔ انسیہ، یعقوب چرخیؒ (ص ۴۵۸-۴۸۸) ۶۔ ابدالیہ (ص ۴۸۹-۴۹۶)۔ ناقص الآخر۔ آخری عبارت یہ ہے "و دلیل برین مدعا آنست کہ علامات اقطاب در ایشان موجود بود و)، سطور فی صفحہ ۱۷۔ نسخہ اوّل و سوم کے ترقیمہ میں تاریخ کتابت ۱۲ ذی الحجۃ ۹۴۵ھ اور محرم ۹۴۶ھ درج ہے۔ (فہرست نسخہ ہائے خطی کتابخانہ گنج بخش (زیر تالیف) از آقای منزوی)

۴۔ لاہور، ۵۵ ریلوے روڈ، کتب خانہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب مدظلہ العالی۔ روٹوگراف نسخہ انڈیا آفس لائبریری۔ لندن۔ خطِ نستعلیق خوش۔ کاتب محب اللہ انصاری۔ تاریخ کتابت ۲۴ جمادی الاوّل ۱۰۹۵ھ موافق ۲۷ جلوس عالم گیر شاہ غازی۔ صفحات ۱۳۔ سطور فی صفحہ ۱۷ (فہرست مخطوطات فارسی [۲/۱۰۲۱] شمارہ ۱۷۷۴)

خلیل اللہ خلیلی رسالۂ نائیہ کے مقدمہ میں حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رسالہ "در اثبات وجود اولیاء اللہ و مراتب ایشان" کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے خیال میں رسالہ ابدالیہ

ہی ہے۔ خلیل اللہ خلیلی کے پیش نظر جو نسخہ تھا وہ کشف المحجوب کے کسی خطی نسخہ کے آخر میں ہے تاہم معلوم نہیں ہو سکا یہ نسخہ کس کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

اظہارِ تشکّر

رسالۂ ابدالیہ کے متن کی تصحیح و ترجمہ میں مجھے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم احباب کی معاونت نے کئی مسائل کو حل کر دیا اور میں ان کا نام بنام شکر گذار ہوں۔

۱۔ سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ (کندیاں ضلع میانوالی) اور درگاہ حضرت شاہ سلیمان قادری پھلواریؒ سے ارادت رکھنے کی وجہ سے اولیاء اللہ کی محبت اور ان کی سوانح و آثار پر قلم اٹھانے کا موقع نصیب ہوا۔ سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی نے اس رسالہ کے بارے میں مجھے نیک مشوروں سے بھی نوازا۔

۲۔ مولانا صاحبزادہ ابو عبداللہ محمد سعید سراجی مرشد بابا صاحب مدظلہ العالی مالک و سرپرست مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔ جنہوں نے رسالہ ابدالیہ کا قلمی نسخہ مجھے عنایت فرمایا۔

۳۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب مدظلہ العالی۔ لاہور جنہوں نے رسالۂ ابدالیہ مخزونہ انڈیا آفس لائبریری کا روٹو گراف مجھے مہیا کیا اور میرے کام میں دلچسپی کا اظہار فرمایا۔

۴۔ حضرت مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاہی صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار نوشاہی ساہن پال شریف ضلع گجرات کے نیک مشورے کام آئے۔

۵۔ جناب آقای محمد حسین تسبیحی صاحب خوانساری سابق لائبریرین کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد جنہوں نے مجھے کتابخانہ گنج بخش کے مخطوطہ ابدالیہ کا عکس لینے کی

اجازت مرحمت فرمائی۔

۶۔ جناب آقای احمد منزوی صاحب۔ فہرست نگار کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد جنہوں نے عربی عبارات کے ترجمہ میں میرا ہاتھ بٹایا۔

۷۔ جناب مولانا محمد محب اللہ نوری صاحب مدظلہ العالی انجمن حزب الرحمٰن بصیر پور ضلع ساہیوال۔ آپ نے آیات قرآنی و احادیث نبوی کے حوالے فراہم کئے۔

۸۔ جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب دارالمورخین لاہور جنہوں نے تصحیح کے لئے مفید مشورے دیئے۔

۹۔ جناب سید رضا اللہ شاہ عارف نوشاہی (میرے محترم دوست) مکتبہ نوشاہیہ، ساہنپال شریف ضلع گجرات جنہوں نے فارسی متن کے اردو ترجمے میں میری مدد کی۔

۱۰۔ جناب حاجی محمد ارشد قریشی صاحب جنہوں نے رسالہ ابدالیہ کے فیض کو بذریعہ طباعت عام کیا۔

محمد نذیر رانجھا نوشاہی
نقشبندی مجددی
پوسٹ بکس نمبر ۱۲۷۷۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ زَیَّنَ السَّمَاءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیَاطِیْنَ وَ زَیَّنَ الْاَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَجَعَلَهُمْ حُجَجًا وَّ بَرَاهِیْنَ یَرْفَعُ بِهِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوْکَ مِنَ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اُسْتَاذِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسْلَافِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَصْحَابِنَا وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ - اَمَّا بعد:

بندۂ ضعیف، امیدوار رحمتِ رحمٰن یعقوب بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ثم السرزی، خدا اسے دوسروں اور سب مومنوں کو معاف فرمائے۔ کہتا ہے کہ رسل اور انبیاء کے بعد لوگوں کے راہنما اولیاء اللہ ہیں جو رب العالمین اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے۔ بعض کو حکمت الوہیت، بعض کو وعظ و نصیحت اور بعض کو قطعی دلائل کے ذریعے دعوتِ راہِ حق دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ" [1] (ترجمہ: آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجیے) وہی ہیں جو انس و جن اور روئے زمین پہ بسنے والے تمام مسلمانوں اور کافروں پہ رحم کرتے ہیں۔

نظم:

برہمہ کفار مارا رحمتست
گرچہ جان جملہ کافر زحمتست

زان بیاورد اولیاء را بہ زمین
تا کند شان رحمۃ للعالمین [2]

رحمت جزوی بود مرعام را
رحمت کلی بود ہمام را

(۱) پارہ ۱۴ سورہ نحل آیت ۱۲۵-
(۲) مثنوی معنوی (دفتر سوم) ص ۴۷ و مرأۃ المثنوی ص ۲۳۰-

اور بالاطلاق نصوص یہ اولیاء اللہ ہی تھے۔ اب بھی ہیں اور آئندہ بھی ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا"[1] (ترجمہ) اور (حضرت) رحمان کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پہ عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ"[2] ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے۔ ان لوگوں پہ کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ"[3] ترجمہ: یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر اندیشہ ناک واقعہ پڑنے والا ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں۔

لہٰذا اس فقیر نے چاہا کہ اپنی استعداد کے مطابق اس رسالہ میں اولیاء اللہ کی صفات بیان کرے۔ امید ہے حق سبحانہ وتعالیٰ مجھے بھی ان ایسا کرے گا جیسا کہ اس نے مجھے ان کی محبت عطا فرما رکھی ہے۔ بیت:

گرنیم مرداں رہ راہیچ کس
وصف ایشاں کردہ ام اینم نہ بس
گرنیم زایشاں از ایشاں گفتہ ام
خوش دلم کین قصہ از جان گفتہ ام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ" ترجمہ (جو کوئی لوگوں کی محبت دل میں رکھتا ہے وہ ان میں سے ہے) وَقَالَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ"[4]

---

(۱) پارہ ۱۹ سورہ الفرقان آیت ۶۳۔

(۲) پارہ ۲۶ سورہ الاحقاف آیت ۱۳۔

(۳) پارہ ۱۱ سورہ یونس آیت ۶۲۔

(۴) صحیح مسلم ص ۳۳۲ جلد دوم باب المرء من احب۔

(ترجمہ: آدمی اس آدمی کے ساتھ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے)۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَوْلِیَائِکَ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ[1]"۔

جاننا چاہیئے کہ شیخ عالم عارف مجاہد قدوۂ اہلِ طریقہ کاشف اسرار الحقیقہ ابوالحسن علی بن عثمان الغزنوی جو شیخ ابوسعید ابی الخیر قدس سرہ (رحمۃ اللہ علیہما) کے برادرِ طریقت تھے اور اپنی کرامات و مقامات کی وجہ سے مشہور ہیں۔ کتاب کشف المحجوب لارباب القلوب میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جل جلالہ، کے کچھ ایسے دوست ہیں جو ملک کے والی ہیں ان کی طاقت اللہ کے سوا کچھ نہیں اور ان کی محبت بھی صرف خدا تعالیٰ سے ہے۔ خدا کے یہ دوست ہم سے پہلے گذرے ہیں۔ اب بھی ہیں اور قیامت تک ہوں گے۔ معتزلیوں اور حشویوں کا عقیدہ یہ ہے کہ "یہ لوگ پہلے تو ہو گذرے ہیں لیکن اب نہیں ہیں"۔ لیکن یہ عقیدہ درست نہیں کیونکہ برہانِ نبوی ان اولیاء کے ساتھ ہے۔ یہ اس لیے بھی کہ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہے اور اس پر نہ صرف نقلی و عقلی دلیل بلکہ عینی شہادت بھی پائی جاتی ہے۔

فصل اس فقیر کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ مختلف زمان و مکان میں علماء کے پاس اس کے متعلق ایسے عقلی و نقلی دلائل رہے ہیں جنہیں دشمن بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن وہ عینی دلیل جو کسی معین شخص کے معائنہ اور مشاہدہ کے بعد صادر ہوئی ہو اور شرعی لحاظ سے بھی قوی ہو۔ اسی کے مظہر اولیاء اللہ ہیں کیونکہ ان سے کرامات اور خوارق عادات کا ظہور ہوتا ہے اور وہ صفاتِ حق کے مظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں۔

گفت[2] بہلول آں یکی درویش را
چونی ای درویش واقف کن مرا

گفت چوں باشد کسی کہ جاوداں
بر مراد او رود کارِ جہاں

---

(١) دعائے مؤلف، ترجمہ: اے ارحم الراحمین مجھے اپنے دوستوں میں سے بنا اور میری موت بحیثیت مسلمان ہو اور محشر میں نیکوکاروں کے ساتھ رکھ۔

(٢) مثنوی معنوی دفتر سوم ص ٤٧٦۔

سیل جوہا بر مرادِ اُو رَوَد
اختران زآن سان کہ خواہد آن شود

زندگی و مرگ سرہنگان اُو
بہ مرادِ اُو روانہ کوُ بکوُ

ہر کجا خواہد فرستد تہنیّت
ہر کجا خواہد فرستد تعزیّت

سالکان راہ ہم بہ کام اُو
ماندگان راہ ہم بہ دام اُو

گفت ای شہ راست گفتی ہمچنیں'!
در فروسیمای تو پیداست این

انہی شیخ ابوالحسن علی غزنوی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے وقت میں ہندوستان کی فتح کا سبب وہی تھے۔ ہندوستان سے ایک دانشمند' سلاطین ہند کا پیغام لے کر غزنی میں آیا اور کہنے لگا کہ اہلِ ہند کا دین برحق ہے۔ ہے کوئی ایسا آدمی جس سے اس کے متعلق میرا مباحثہ و مکالمہ ہو اور اسلام پہ ہمارے دین کی حقیقت واضح ہو جائے اور پھر عقلی و نقلی دلائل کی غیر موجودگی میں حق کو قبول کر لیا جائے۔ سلطان محمود غزنوی اور اس کے تمام درباری عُلماء، اُمرار اور شرفاء حاضر ہوئے لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی اس مسئلہ پہ ہندوستانی دانشمند سے بحث کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ شیخ ابوالحسن غزنوی رحمتہ اللہ علیہ الہام ربانی سے اس مجلس میں حاضر ہوئے اور اس محفل میں ہندوستانی دانشمند کے ساتھ کچھ مدّت خاموش بیٹھے رہے۔ پھر اس دانشمند نے شیخؒ سے پُوچھا کہ! "میری سیر کہاں تک تھی؟" شیخؒ نے فرمایا! "سراندیپ تک!" اس نے کہا "کوئی نشانی لاؤ۔" شیخؒ نے فرمایا۔ "سراندیپ کے ایک گاؤں میں کچھ لوگ سبز مرچیں چُن رہے تھے اور ان کے نزدیک ہاتھی تھے۔" دانشمند نے کہا "آپ سچ کہتے ہیں۔" شیخؒ نے فرمایا۔ "مجھے اور تجھے تو سچائی معلوم ہو

گئی۔ اب سلطان اور دیگر اکابر پر بھی حقیقت روشن ہو جانی چاہیئے۔" لیکن دانشمند ایسا نہ کر سکا۔ شیخؒ نے خرقہ سے ہاتھ باہر نکالا تو کچھ سبز مرچیں ان کے ہاتھ میں تھیں۔ انہوں نے دانشمند سے کہا۔" کھائیے کہ مَیں یہ سراندیپ کے لوگوں سے مانگ کر لایا ہوں۔" دانش مند حیران رہ گیا اور بولا۔" مجھے اس قسم کے تصرف کی مجال نہیں۔" پھر شیخؒ نے فرمایا کہ تم نے عالم سفلی میں سیر کی تو مَیں تمہارے ساتھ رہا۔ آؤ اب عالمِ علوی کی سیر کریں۔" دانشمند نے کہا۔" مجھے اس کی تاب نہیں! یہ تو اسلام ہی سے میسر آتی ہے۔" اور وہ دانش مند مسلمان ہو گیا اور ہندوستان لوٹ گیا جس سے وہاں اسلام کو بڑی کامیابیاں ملیں۔ اس قسم کے واقعات کا مشائخ کبار۔ بالخصوص ہمارے شیخ قطب الواصلین حضرت خواجہ بہاء الحق والدین البخاری نقشبند اور ان کے خلیفہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہما سے بکثرت ظہور ہوا ہے۔ جسے ہم نے اور ان کے زمانے کے لوگوں نے دیکھا ہے۔ مثلاً خواجہ نقشبندؒ کا حال جاننے کے لئے علمائے بخارا کا اجتماع۔ مولانا حمید الدین شاشی جو عظیم عالم تھے ان پر خواجہ نقشبندؒ کا توجہ کرنا۔ ان کے زانو پہ ہاتھ رکھنا اور انہیں مشاہدہ افلاک کرانا جسے علماء کا کسی حجت کے بغیر تسلیم کر لینا۔ خوارزم میں معتزلی کا ایک سنی سے مناظرہ کرنا اور اس معتزلی کا حضرت خواجہ علاء الدین والدین (نقشبندؒ) کی مجلس میں کسی قیل وقال کے بغیر سُنّی ہو جانا۔

فصل جاننا چاہیئے کہ شیخ ابوالحسن غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ جو عالم کے والی ہیں۔ آسمان سے بارش ان کے وجود کی برکت سے برستی ہے اور زمین پہ نباتات انہی کے دم سے اگتی ہے، چار ہزار کی تعداد میں ہیں۔ ان کے احوال مخفی ہیں اور وہ ایک دوسرے کو نہیں جانتے بلکہ خود کو بھی نہیں پہچانتے۔ اس امر پہ روایات موجود ہیں اور ملفوظات اولیاء اللہ گواہ ہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ وہ جو اہلِ حل و عقد میں سے ہیں اور دنیا کی تدبیر ان کے سپرد ہے۔ ان کی تعداد تین سو ہے۔ انہیں" اخیار" کہتے ہیں۔ اسی طرح چالیس" ابدال" سات" ابرار" پانچ" اوتاد" اور تین" نقبا" ہیں۔ یہ سب خدا کے خاص بندے ہیں۔ ایک" قطب" ہیں جنہیں" غوث" بھی کہا جاتا ہے۔ ان سب کو ایک دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور انہیں اپنے امور میں ایک دوسرے کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے

اس پہ روایات گواہ ہیں اور اولیاء اللہ بھی متفق ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ "اِنَّ لِلّٰہ ثلثمائۃ نفس قلوبھم علی قلب آدم صلوات الرحمٰن علیہ وَ لہ اربعون قلوبھم علیٰ قلب موسٰی علیہ السلام ولہ سبعۃٌ قلوبھم علیٰ قلب ابراھیم علیہ السلام ولہ خمسۃ قلوبھم علیٰ قلب جبرئیل علیہ السلام ولہ ثلاثۃٌ قلوبھم علیٰ قلب میکائیل علیہ السلام ولہ واحدٌ قلبۃٌ علیٰ قلب اسرافیل علیہ السلام[۱]" یعنی خدا تعالیٰ کے تین سو ایسے برگزیدہ بندے ہیں جن کے دِل حضرت آدم علیہ السلام کے دِل کی طرح ہیں۔ چالیس کے دِل حضرت موسٰی علیہ السلام کے دِل کی طرح۔ سات کے دِل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دِل کی طرح۔ پانچ کے

---

(۱) حدیث کامل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ملا علی قاری۔ مکتبہ امدادیہ ملتان) ص ۲۶۰ جلد ۱۱ باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس قرنی رضی اللہ عنہ، میں اس طرح آئی ہے: "عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بن مَسْعُود مرفوعا۔ ان اللہ خلق ثلثمائۃ نفس قلوبھم علیٰ قلب آدم ولہ اربعون قلوبھم علیٰ قلب موسٰی ولہ وسبعۃٌ قلوبھم علیٰ قلب ابراھیم ولہ خمسۃ قلوبھم علیٰ قلب جبرئیل ولہ ثلثۃ قلوبھم علیٰ قلب میکائیل وَلہ واحدٌ قلبھم علیٰ قلب اسرافیل کلما مات الواحد ابدل اللہ مکانہ من الثلاثۃ وکلما مات واحد من الثلاثۃ ابدل اللہ مکانہ من الخمسۃ وکلما مات من الخمسۃ واحد ابدل اللہ مکانہ من السبعۃ وکلما مات واحد من السبعۃ ابدل اللہ مکانہ من الاربعین وکلما مات واحد من الاربعین ابدل اللہ مکانہ من الثلثمائۃ وکلما مات واحد من الثلثمائۃ ابدل اللہ مکانہ من العامۃ بھم یدفع البلاء عن ھٰذا الامۃ" "الامن والعلی" میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عساکر کے حوالے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث نقل فرمائی ہے جس کے آخر میں درج ذیل اضافہ ہے۔ ابدل اللہ مکانہ من العامہ فبھم یحیی ویمیت ویمطر وینبت ویدفع البلاء۔ یعنی ان تین سو چھپن اولیاء کے ذریعے سے خلق کی حیات، موت۔ مینہ کا برسنا۔ نباتات کا اُگنا۔ بلاؤں کا دفع ہونا۔ ہُوا کرتا ہے

دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دل کی طرح۔ تین کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کی مانند اور ایک کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے جب وہ ایک انتقال کر جائے تو اس کا بدل تین میں سے چنا جاتا ہے اور اگر تین میں سے ایک فوت ہو جائے تو اس کی جگہ پانچ میں سے کسی ایک کو لیا جاتا ہے اور اگر پانچ میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ سات میں سے پُر کی جاتی ہے اور اگر سات میں سے ایک وفات پا جائے تو اس کا بدل چالیس میں سے لیا جاتا ہے اور اگر چالیس میں سے ایک کا انتقال ہو جائے تو اس کا بدل تین سو میں سے لیا جاتا ہے اور اگر تین سو میں سے ایک فوت ہو جائے تو اس کا بدل عام لوگوں میں سے لیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ ان کی برکت سے اس امت کو آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔

مجھے ان کے وجود کا عین الیقین ہے اور انکی طی ارض، بغیر پُل اور کشتی کے دریا کو عبور کر لینے اور لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو جانے جیسی کرامات ملاحظہ کی ہیں۔ ان کا تمام طریقہ صوفیاء کے صاف دل کی مانند ہے اور وہ امت کے کسی ایک فرد سے صحبت رکھتے ہیں۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے تو ان سے صحبت رکھتے۔ نماز جمعہ باجماعت ادا کرتے اور علم شریعت سیکھتے تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت حذیفہ بن یمانی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں جانتا تھا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز دان تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف انہی سے منافقوں کے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔ ان صوفیا کے سات مرتبے ہیں جن میں سے ساتواں مرتبہ قطب کا ہے۔ اسے "قطب الابدال" کہتے ہیں اور ان صوفیاء کو "عُزلتی" (گوشہ نشین) کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اکابر طریقت میں سے شیخ المشائخ حضرت علاؤ الدولہ (سمنانی) قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے عالم غیب میں پاک لوگوں کی ایک جماعت دیکھی اور انہیں سلام کیا جس کا انہوں نے احسن جواب دیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا "آپ کی نسبت کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا! "ہم صوفیاء ہیں اور ہمارے سات درجے ہیں۔ طالبین۔ مریدین۔ سالکین۔ سائرین۔ طاہرین۔ واصلین اور ان میں ساتواں درجہ "قطب" کا ہے۔ ایک وقت میں وہ ایک ہی ہوتا ہے اور اس کا دل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے دل کی طرح ہے اور اسے "قطب الارشاد" کہتے ہیں۔ "قطب الابدال" کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ ان صوفیاء کو "عشرتی" "خوش باش" کہا جاتا ہے اور ان کے بیوی بچے ہوتے ہیں۔ وہ صاحب جائیداد ہوتے ہیں اور دشمن و دوست بھی رکھتے ہیں۔ وہ انبیاء کے خلفاء ہوتے ہیں اور دعوت حق کا کام ان کے سپرد ہوتا ہے۔ انہیں اللہ جانتا ہے یا وہ آدمی جسے خدا کے نور کی تائید حاصل ہو اور وہ طبقہ "مریدین" میں سے ہوتا ہے جو "قطب الارشاد" یا اس کے خلفاء کو جانتا ہو وہ بھی طبقہ "مریدین" میں سے ہوتا ہے۔

فصل اس فقیر کے خیال میں اس قول کی تشریح کہ ایک وقت میں ایک ہی قطب ہوتا ہے یوں ہے جیسے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ نظم:

از برای صوفیان پاک بزم آراستہ
والکہان آن صوفیان را الصلا آموختہ

از میان صوفیان آن صوفی محبوب را
سر محبوبی مطلق در خلا آموختہ

پس اما حیّ قائم آن ولی است
خواہ از نسل عمرؓ خواہ از علیؓ است

مہدی و ہادی وی ست ای نیکخوی
ہم نہان و ہم نشستہ روبروی

خاک جان و دل نشانہای او
ہست بر خاکش نشان پای او

خاک پایش شو برای این نشان
تا شوی تاج سر گردن کشان

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد
کم کسی ز ابدال حق آگاہ شد

ای بسا کس را کہ صورت راہ زد
قصد صورت کرد و بر اللہ زد

تا کہ نفسہ بید شمارہ انشکل او
نقل او شاید بہ پیش از نقل او

پہلے گروہ کو "عزلتی" (گوشہ نشین) اور دوسرے گروہ کو "عشرتی" (خوش باش) کہتے ہیں اور "قطب الارشاد" "عشرتیوں" میں سے ہوتا ہے اور اس کا درجہ "قطب الابدال" سے بلند تر ہے۔ صاحب وقوفِ قرآن شمس العارفین غزنوی سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عین المعانی میں فرماتے ہیں کہ "عزلتی" ایک وجہ سے "عشرتیوں" سے افضل ہیں اور "عشرتی" دوسری وجہ سے۔ یعنی ان دونوں کے درمیان جو عمومیت اور خصوصیت ہے اور اسکی ایک وجہ ہے۔ "عزلتی" بمنزلہ بادشاہ کے ندیموں کے ہیں اور "عشرتی" بمنزلہ وزیروں کے۔ ان کا ظاہر لوگوں کے ساتھ ہے اور باطن خدا کے ساتھ۔ اور اگر "عزلتیوں" میں سے کوئی گناہ کرے تو اس کی معافی "قطبِ عشرتی" مانگ سکتا ہے اور وہ گناہ معاف بھی ہو جاتا ہے اور مرشدین کی راہنمائی "عزلتیوں" کے سپرد ہوتی ہے اور وہ طبقہ "طالبین" کی دلیل ہیں۔ جہاں کہیں بھی سچا طالب ہو اس کی ہدایت ان کا کام ہے۔ حدیث نبوی ہے: "لان یھدی اللہ بیدک واحدً خیرٌ مما طلعت علیہ الشمس" (ترجمہ: اگر خداوند تمہارے ہاتھ سے کسی کو ہدایت کرے تو یہ ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج چمکا) اور یہ جو کہا گیا ہے کہ ہر آدمی انہیں نہیں پہچانتا تو یہ قیامت تک یوں ہی رہے گا جیسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خبر عن اللہ تعالیٰ اولیای تحت قبای لا یعرفہم غیری ای لا یعرفہم احد الا بتائید اللٰھی"[۲] (ترجمہ: مجھے خبر ہے کہ میری قبا کے نیچے ایسے اولیا ہیں جنہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا یا وہ جانتے ہیں جنہیں خدا کی تائید حاصل ہو)

---

(۱) مثنوی معنوی، دفتر اول ص ۱۱ و مرأۃ المثنوی ص ۷۵۱۔

(۲) لطائف نفیسیہ در مناقب و فضائل اولیسیہ ص ۳۱ و ۳۲ (مخطوطہ شمارہ ۴۳۹۴، کتابخانہ گنج بخش)

(بقیہ صفحہ ۲۶ پر)

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ مریدوں میں سے ہو، یعنی طالب حق ہو، تو یہ سعادت ہر کسی کو نہیں ملتی۔

نظم: جوینده از آن نه که جویان تو نیست
ور جو یابی دان که ترا جویان است

منشور غمش بھر دل و جان ندھند
ملک طلبش بھر سلیمان ندہند

بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر وحی آئی ہے کہ ہم جسے دنیا اور آخرت (کی بھلائی) دیتے ہیں اس پر احسان نہیں کرتے۔ ہم اسے دروازے کی چابی دے کر اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔

یہ فقیر کہتا ہے کہ الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے "قطب الارشاد" کو پہچاننے کی توفیق بخشی اور میں نے ان کی نظر مبارک کو پایا۔ وہ "قطب الارشاد" حضرت مخدومی خواجہ بہاء الحق والدین البخاری المعروف نقشبند" تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے خدا تعالیٰ نے بغیر علت کے مجھے یہ مرتبہ عطا فرما رکھا ہے۔ اس کی اس عطا کے چار سو طالب تھے لیکن الحمد للہ کہ خدا کے فضل سے یہ عنایت مجھی پر ہوئی۔ خواجہ نقشبندؒ کے بعد انکے خلیفہ علاء الدین عطارؒ "قطب الوقت" تھے اور اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ "قطب" کی جو علامات ہوتی ہیں وہ ان میں موجود تھیں۔ "عزلتی" انکے پاس آیا کرتے تھے جس کی ہمارے دوستوں کو اطلاع تھی۔ وہ "عزلتی" ان سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔ اگر عزلتی سے خطا ہو جائے تو "قطب عزلتی" اسکے لئے معذرت طلب نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر "قطب عشرتی" چاہے تو یہ خطا معاف ہو سکتی ہے۔

اس فقیر کو حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے "قطب" ہونے میں تردد تھا۔ ایک روز صبح کی نماز میں "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ"(۱) (ترجمہ: یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے) کی قرایت کرنے کا اتفاق ہوا۔ جب ہم مسجد سے جماعت خانہ میں واپس آئے تو حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا "یہ فضیلت جو بعض انبیاء کو بعض انبیاء پر ہوتی ہے کیا طبقۂ اولیاء اللہ میں بھی پائی جاتی ہے؟" میں نے کہا "ہاں" انہوں نے فرمایا "اگر کوئی اس درگاہ

بقیہ صفحہ ۲۵: احیاء العلوم الدین غزالی جلد چہارم، کشف المحجوب ص ۷۰، دفتر دوم سوم مثنوی معنوی، تذکرۃ الاولیاء عطار نیشاپوری (التعلیقات ص ۴۷)۔

(۱) پارہ ۳۔ سورۃ البقر آیت ۲۵۳۔

کا کنا ہو تو مبارک ہوگا۔ اور تم جو گمان کرتے ہو وہ درست ہے۔" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ (۱) (ترجمہ: اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتے)۔

بزرگوں میں سے ایک کا قول ہے کہ آسمان کے دو "قطب" ہیں: "قطب جنوبی" و "قطب شمالی"۔ زمین کے بھی دو "قطب" ہیں: "قطب الابدال" اور "قطب الارشاد" "عزلتی" اولیاء اللہ ہمیشہ رہے ہیں۔ اب بھی ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے بلکہ بعثت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی تھے لیکن ان کی قبریں زمین کے ہموار ہیں اور ان کے نشان ناپید ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا حضرت اعتصام قرنی رحمۃ اللہ علیہ "قطب الابدال" تھے۔ ان کے متعلق حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ (۲) (ترجمہ: یقیناً میں یمن کی طرف سے رحمٰن کی خوشبو پاتا ہوں)

وہ "ابدال" ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں۔ بیت الخلا میں جاتے ہیں۔ بیمار ہوتے ہیں۔ معالجہ کرتے ہیں اور بیمار ہونے کے باوجود حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ زیادہ تر گھر پر نہیں رہتے بشرطیکہ وہ بیمار نہ پڑ جائیں۔ وہ حمام میں بھی جاتے ہیں۔ غسل کی اجرت دیتے ہیں لیکن انکا "قطب" اپنے مقام پر موجود ہے۔ اس کی عمر لمبی ہوتی ہے اور خواجہ خضرؑ اور خواجہ الیاس علیہما السلام اس "قطب" کے مصاحب ہیں جو مختلف اوقات میں کثرت سے ایک دوسرے سے صحبت رکھتے ہیں اور نماز میں اس کی اقتدا کرتے ہیں۔

---

(۱) پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۴۳۔

(۲) یہ حدیث مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ ص ۴۰۰ اور مجمع البحار جلد ۳ ص ۳۸۰ میں آئی ہے اور حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں ہے جیسے رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

بوئے رامین میرسد از جان ویسؓ
بوئے رحمٰن میرسد از اویسؓ (مثنوی دفتر چہارم)

اکابر میں سے کسی کا قول ہے کہ خواجہ خضر اور خواجہ الیاس علیہما السلام کے وجود سے انکار بڑی جہالت ہے۔ اس لئے کہ وہ "عشرتی" اولیاء کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بیشتر مشائخ وعلماء نے انہیں دیکھا ہے۔ یہ فقیر جب ابتدا سے حال میں چرخ میں ہوتا تھا تو کسبِ علم کے لئے سفر کا ذوق ہوا لیکن میرے پاس اس کے لئے وسائل نہ تھے۔ میں نے توجہ سے خواجہ خضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تحصیل علم کے لئے جاؤ اور جہاں کہیں اور جس وقت بھی کوئی مشکل پیش آئے ہمیں یاد کرنا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور مجھے تجربہ سے یقین ہوگیا کہ وہ خواب رحمانی تھا۔

خواجہ خضر اور خواجہ الیاس علیہما السلام کے دس دس گھرے اور معمّر دوست ہیں جن کی عمر بڑی طویل ہوتی ہے۔ وہ سب خواجہ خضر علیہ السلام کی خدمت کرتے ہیں۔ بالخصوص جب بیمار ہوتے ہیں۔ خواجہ الیاسؑ خواجہ خضرؑ کے چچا ہیں۔ خواجہ خضرؑ کا قد لمبا، جسم بھاری اور سر باریک ہے اور ان کا شجرۂ نسب تین واسطوں سے حضرت نوح علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ اس طرح ملکان بن بلیان بن سمعان بن سام بن نوحؑ [1] خواجہ خضرؑ کثیر المراقبہ، باوقار وتمکین، صاحب علوم کثیرہ اور متبع شریعت مصطفویؐ ہیں۔ وہ لوگوں کو شریعتِ محمدی کی پیروی کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ دنیا کے تمام خزانے ان پر ظاہر ہیں اور وہ مخلوقِ خدا کو بڑا نان ونفقہ دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوۂ تبوک (تبوک ایک مقام کا نام ہے) میں نمازِ عصر کے بعد دو شعر سنے لیکن صحابہؓ نے کسی آدمی کو نہ دیکھا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی خضرؑ ہیں جو تمہاری مدح کر رہے ہیں۔ وہ دو شعر یہ ہیں۔

فوارس هيجاء ادام اليوم اليوم (۲)

رهابين ظلماً اذا الليل الليل

رجال محاريب حرب مكسبهم

لدى ربهم انفالهم الثقل

---

(۱) جناب سید شرافت نوشاہی نے یہ شجرہ یوں لکھا ہے: بلیا الملقب بہ حضرت خضرؑ بن ملکان بن فالغ بن عابر الملقب ہودؑ بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن حضرت نوحؑ (تاریخ عباسی۔ قلمی ص ۱۱۲)

(۲) فصل الخطاب لوصل الاحباب ص ۳۲ تالیف خواجہ محمد پارسا نسخہ خطی مملوکہ صاحبزادہ مولانا محمد اسماعیل صاحب سجادہ نشین خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ۔ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں

(مفہوم: آج جنگجو سپاہی برافروختہ تھے۔ دشمن کی فوج اپنے ظلم کے ہاتھوں اس اونٹ کی طرح گر پڑی جو اٹھ نہ سکے وہ جنگجو سورمے جن کا پیشہ ہی جنگ ہے خدا ان کے ساتھ ہے اور انہیں اجرِ عظیم ملے گا۔)

بزرگوں میں سے ایک فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دونوں شعر ایک کتاب کی پشت پہ لکھ دیئے۔ ایک روز حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی نظر ان پہ پڑی تو مسکرا کے فرمایا "لوگوں کے درمیان کیسے بات باقی رہ جاتی ہے۔" خواجہ خضرؑ چند فضیلتوں سے مشرف ہوئے ہیں۔ عبدیہ۔ عندیہ اور علومِ لدنیہ سے۔ خدا تعالیٰ کا قول ہے "فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا"(۱) (ترجمہ: سو وہاں پہنچ کر) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت (یعنی مقبولیت) دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھلایا تھا) صحیح بخاری میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اس بندے سے مراد خضرؑ ہیں۔ وہ اکثر بیمار رہتے ہیں۔ اپنا علاج خود کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے ہر پانچ سو سال کے بعد ان کے نئے دانت مبارک نکلتے تھے اور خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہر ایک سو بیس سال کے بعد نئے دانت نکلتے ہیں اور خضرؑ نے کئی شادیاں کی ہیں اور ان کی کثیر اولاد ہے لیکن اب ازدواج کرنا ترک کر دیا ہے اور کوئی اولاد نہیں۔ خواجہ خضر علیہ السلام کو ان کے بیوی بچے نہیں پہچانتے۔ خواجہ خضر علیہ السلام بازار میں آکر چیزیں خریدتے۔ بیچتے اور سودا کراتے ہیں۔ وہ منا اور عرفات میں بھی آتے ہیں اور اچھی آواز کو پسند فرماتے ہیں۔ کلام اللہ کو سنتے ہیں اور سماع سننے جاتے ہیں اور ان پہ وجد طاری ہو جاتا ہے۔ وہ ایک رات یا اس سے زیادہ اس حالت میں رہتے ہیں۔ نیک لوگوں کو دیکھنے اور نمازِ جمعہ پڑھنے کے لئے جاتے ہیں اولیاء اللہ کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ ہر سال دو مرتبہ۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پہ عرفات میں اور دوسری بار رجب کے مہینے میں جہاں بھی خواجہ خضرؑ فرمائیں اولیاء اللہ حاضر ہو جاتے ہیں۔ بخارا کے مشائخ سے منقول ہے کہ ماہِ رجب کے پہلے جمعہ کو حضرت خواجہ خضرؑ بخارا میں ہوتے ہیں۔ اسی لئے بخارا کے مشائخ اس روز بخارا اور سمرقند میں عید مناتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں۔ اس امید پہ کہ حضرت خواجہ خضرؑ

---

(۱) پارا ۱۵ سورۃ الکہف آیت ۶۵۔

کو پائیں۔ زمانہ وحی سے پہلے خواجہ خضرؑ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے صحبت رکھتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو نہیں پہچانتے تھے۔ اس زمانے میں خواجہ خضر علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کثیر تعداد میں احادیث نقل کی ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ (یعنی خواجہ خضر علیہ السلام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کسی انصاری کے گھر میں تھے۔ اس وقت بہت سے صحابہؓ افسردہ اور دشمنوں سے خوفزدہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَقُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلَّا نَضَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ وَ نَوَّرَهٗ" (ترجمہ: نہیں کوئی مومن جو کہے مگر یہ کہ خداوند اس کے قلب کو روشن کرے اور اس کا ساتھ دے)۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور خواجہ الیاسؑ شموئیل علیہ السلام کے پاس تھے کہ دشمنوں نے ان پر غلبہ ڈال لیا۔ شموئیل علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے کہا کہ "صَلَّى اللّٰهُ تعالیٰ عَلٰى مُحَمَّدٍ" کہہ کر دشمنوں پر ہلا بول دو۔ انہوں نے ایک حملہ کیا اور کہا "صَلَّى اللّٰهُ تعالیٰ عَلٰى مُحَمَّدٍ"۔ دشمنوں نے شکست کھائی اور دریا میں غرق ہو گئے۔

خواجہ خضر علیہ السلام اس دعا کو کثرت سے پڑھتے ہیں "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْيِيَ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا" (ترجمہ اے زندہ۔ اے کارخانۂ عالم کو قائم رکھنے والے) اے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے استدعا ہے کہ اپنے نور معرفت سے ہمارے دلوں کو ہمیشہ منور رکھ۔)

واضح ہو کہ خواجہ خضر اور خواجہ الیاس علیہما السلام اور سب اولیاء اللہ غائب و حاضر مذہب اہل سنت و جماعت پر ہیں اور کتاب و سنت کے متبع ہیں۔ ثَبَّتَنَا عَلٰى ذٰلِكَ۔ (ترجمہ۔ خداوند ہمیں اس کے ساتھ استقامت عطا فرمانا)۔

تمت الرسالة الابدالية

تعلیقات

۱۔ حضرت شیخ ابوالحسن ہجویری رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ حضرت شیخ ابوسعید ابی الخیر میہنی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ حضرت مولانا حمید الدین شاشی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۹۔ حضرت حذیفہ بن یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۰۔ حضرت شیخ المشائخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت شیخ ابو الحسن ہجویری رحمتہ اللہ علیہ [1]

نسب | حضرت ابوالحسن علی بن عثمان بن ابی علی، ہجویریؒ غزنوی ثم لاہوری المعروف داتا گنج بخشؒ۔

بیعت طریقت | حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلیؒ (وصال ۴۶۰ھ) کے مرید تھے۔

وفات | آپؒ نے ۲۰ صفر ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ اسے ۴۷۰ھ بھی لکھا گیا ہے۔

مدفن | لاہور۔

تصانیف | کشف المحجوب۔ تصوف کی مایۂ ناز کتاب موجود ہے۔ اس کتاب میں حضرت داتا گنج بخشؒ نے یہ انکشاف بھی فرمایا ہے کہ ان کا ایک "دیوانِ اشعار" اور ایک دوسری تالیف "منہاج الدین" بھی تھی جسے کسی نے چرا کر اپنے نام منسوب کر لیا۔

حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمتہ اللہ علیہ [2]

نسب | حضرت شیخ ابوسعید فضل اللہ بن ابی الخیر محمد بن احمد میہنیؒ یا میہنگی یا میہنہ ای۔

ولادت | محرم ۳۵۷ ہجری میں خراسان کے ایک شہر میہنہ میں پیدا ہوئے۔

---

(۱) ۱۔ نفحات الانس از عبدالرحمن جامی۔ (۲) تذکرہ صوفیائے پنجاب از اعجاز الحق قدوسی۔
۳۔ پیش لفظ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری، اردو ترجمہ کشف المحجوب از ابوالحسنات سید محمد احمد قادری۔ ۴۔ بزم صوفیہ از سید صباح الدین
۵۔ سفینۃ الاولیا از دارا شکوہ۔ ۶۔ سیرت گنج بخش از غلام جیلانی مخدوم۔

(۲) ۱۔ اسرار التوحید در مقامات الشیخ ابی سعید از محمد بن منور میہنیؒ۔ ۲۔ حالات و سخنان شیخ ابوسعید ابوالخیر میہنیؒ از کمال الدین محمد مصحح ایرج افشار۔ ۲۔ نفحات الانس از عبدالرحمن جامیؒ۔ ۳۔ کارنامۂ بزرگان ایران۔
۵۔ لغت نامہ دھخدا (ابوسعید، اثبات)

بیعت طریقت | حضرت پیر ابوالفضل محمد بن حسن ختلی سرخسیؒ (وصال ۴۰۰ھ) کے مُرید تھے۔

وفات | جمعہ کی رات ۴ر شعبان ۴۴۰ ہجری کو وصال ہوا۔

مدفن | اپنی وصیّت کے مطابق مشہد کی سرا میں دفن ہوئے۔

تصانیف | رباعیات (عربی و فارسی) متعدد بار چھپ چکی ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین محمدؒ رُومی رحمتہ اللہ علیہ

نسب | حضرت مولانا جلال الدین محمدؒ بن بہار الدین محمد المعروف بہار ولدؒ (وصال ۱۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ) بن حسین الخطیبیؒ۔

ولادت | ۶ ربیع الاوّل ۶۰۴ ہجری کو بلخ میں پیدا ہوئے۔ مولانا رومیؒ عجم کے مشہور شاعر، متفکر اور ولی اللہ تھے۔

بیعتِ طریقت | عارف باللہ حضرت شمس الدین تبریزیؒ (وصال ۶۴۵ھ) کے مُرید تھے۔

وفات | اتوار ۵ جمادی الآخر ۶۷۲ھ کو وفات پائی۔

مدفن | قونیہ (ترکی)

تصانیف | فارسی: ۱۔ مثنوی معنوی (۶ دفتر) ۲۔ دیوان کبیر (غزلیات)

۳۔ فیہ ما فیہ۔ ۴۔ مکاتیب (منشآت)

آپ کے صاحبزادے سلطان ولدؒ (متولد ۶۲۳ھ) وصال ۷۱۲ھ) بھی شاعر تھے اور مثنوی "ولدنامہ" ان سے یادگار ہے۔

۳۔ ۱۔ زندگانی مولانا جلال الدینؒ (فارسی) از بدیع الزمان فروز انفر۔

۲۔ نفحات الانس از عبدالرحمٰن جامیؒ۔

۳۔ سوانح مولانا رومؒ از شبلی نعمانی مرتبہ سید عابد علی عابد۔

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

نسب باپ کا نام سبکتگین تھا۔

ولادت ۱۰ محرم ۳۶۱ھ کو غزنوی میں پیدا ہوئے۔ باپ کی وفات کے بعد سلطان کا لقب اختیار کر کے غزنی کے بادشاہ بنے۔ بہت سی فتوحات کیں۔ ۴۱۶ھ میں سومنات کا قلعہ فتح کیا۔

وفات ۴۲۱ ہجری میں وفات پائی۔

مدفن غزنی۔

حضرت خواجہ بہاءُ الدّین محمّد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

نسب حضرت خواجہ بہاءالحق والدین نقشبندؒ بن محمد البخاریؒ۔

ولادت محرم ۷۱۸ھ میں بمقام قصرِ عارفان (بخارا) میں پیدا ہوئے۔ جب حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ (وصال ۱۰ جمادی الثانی ۷۵۵ھ) قصرِ ہندوان کے علاقے سے گزرتے تھے تو فرماتے تھے کہ اس خاک سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے اور جلد ہی قصرِ ہندواں قصرِ عارفان بن جائے گا۔ ایک روز حضرت خواجہ محمد باباسماسیؒ اپنے ایک خلیفہ حضرت سید امیر کلالؒ (وصال ۸ جمادی الاوّل ۷۷۲ھ) کے ہمراہ قصرِ عارفان سے گذرے تو آپؒ نے فرمایا "وہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے ایسا لگتا ہے کہ وہ مرد پیدا ہوگیا ہے۔

۴۔ (۱) سلطنت غزنویان از استاد خلیل اللہ خلیلی۔ (۲) کارنامہ بزرگانِ ایران۔

۵۔ (۱) نفحات الانس از عبدالرحمٰن جامیؒ۔

۲۔ رشحات عین الحیات از علی بن الحسین الواعظ الکاشفیؒ۔

۳۔ رسالہ قدسیہ از خواجہ محمد پارساؒ بمقدمہ وتحشیہ و تصحیح و تعلیقات پروفیسر ملک محمد اقبال۔

۴۔ کارنامہ بزرگان ایران۔

بیعت طریقت | حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ نے آداب طریقت کی تعلیم حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے پائی۔ حقیقت میں آپ اویسی تھے۔ آپؒ طریقۂ نقشبندی کے بانی ہیں۔

وفات | سوموار ۳ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ کو قصرِ عارفان میں وفات پائی۔

مدفن | قصرِ عارفان (بخارا)

تصانیف | ۱۔ دلیل العاشقین (تصوف)

۲۔ حیات نامہ (نصائح و مواعظ)

حضرت مولانا حمید الدین الشاشی رحمۃ اللہ علیہ[۶]

آپ بخارا کے کبار علماء میں سے تھے اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ (وصال ۷۹۱ھ) سے خاص عقیدت و ارادت رکھتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حسام الدین بخاری شاشیؒ (وصال ۸۱۹ھ) حضرت امیر حمزہ رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۸۰۴ھ) ابن حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۷۷۲ھ) کے خلیفۂ اوّل تھے۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ[۷]

نسب | حضرت خواجہ علاؤ الدین محمد عطارؒ بن محمد البخاری۔

بیعت طریقت | آپ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ (وصال ۷۹۱ھ) کے کبار خلفاء میں سے تھے اور حضرت خواجہ نقشبندؒ کی صاحبزادی آپؒ کے عقد میں تھیں۔

۶۔ رشحات عین الحیات از علی بن الحسین الواعظ الکاشفیؒ۔

۷۔ ۱۔ نفحات الانس از عبد الرحمٰن جامیؒ۔ ۲۔ رشحات عین الحیات از علی بن الحسین الواعظ الکاشفیؒ۔

۳۔ خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوریؒ۔

وفات | ۲؍رجب ۷۰۲ھ کو وفات پائی۔

مدفن | چغانیاں کے نئے شہر میں آپ کا روضۂ اقدس ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ

نسب | حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم ہذلی حلیف بنی زہرہ، آپ کی والدہ ماجدہ مسماۃ ام عبد بنت عبدود تھیں۔ اس لئے کبھی آپ کو ابن ام عبد کی کنیت بھی دی گئی ہے۔

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ آپؓ کو صاحب نعلین و سادہ و سواک کہتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ نے مکہ مکرمہ میں قریش کے سرداروں کے سامنے علانیہ قرآن کریم کو بلند آواز میں تلاوت فرمایا۔ آپ ایک بار حبشہ اور دوسری بار مکہ مکرمہ کو ہجرت کرکے ذوالہجرتین میں شامل ہوئے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور ابو جہل کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قرآن کریم کی ترتیب پر مامور ہوئے۔ جنگ یرموک میں شامل تھے۔ ۲۰ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں کوفہ کے والی مقرر ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں معزول ہوئے۔

وفات | ۶۰ سال کی عمر میں ۳۲ھ میں وفات پائی۔

مدفن | جنّت البقیع میں (مدینہ منورہ)

۸۔ ۱۔ لغت نامہ دھخدا (آ۔ ابوسعد)

۲۔ اُردو انسائیکلوپیڈیا۔

حضرت حذیفہ بن یمانی رضی اللہ عنہ ⁹

نسب | حضرت حذیفہ ابن الیمان حسل بن جابر العبسی القناطیری۔ بعض نے ان کے باپ کا نام حسل اور بعض نے حسیل ابنِ جابر ابن عمرو کہا ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ ان کے دادا کا لقب جبروۃ ابن الحرث ہے۔ صحابئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تھے اور صاحب سِرّ الرسول کے لقب سے مشہور ہیں۔

وفات | حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی شہادت کے چالیس روز بعد محرم ۳۶ ہجری میں وفات پائی۔

مدفن | ان کا مزار مدائن میں ایوان کی سیڑھیوں کے پاس موجود ہے۔

جو قبر حذیفہ کے نام سے ہے اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے دجلہ کے کنارے دریا کی امواج نے اسے نقصان پہنچایا تو ۱۹۳۲ء میں اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر کے نزدیک خشکی پہ منتقل کر دیا گیا اور اس پہ ایک عمارت تعمیر ہوئی۔

حضرت علاء الدولہ احمد سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ¹⁰

نسب | شیخ رکن الدین ابوالمکارم احمد بن محمد بن احمد سمنانی بیابانکی؟ لقب۔ علاؤالدولہ۔

ولادت | ذی الحجہ ۶۵۹ھ۔

اپنے زمانے کے مشہور عالم اور عارف باللہ تھے۔

وفات | ۷۷ برس عمر پانے کے بعد جمعہ کی رات ۲۲ رجب ۷۳۶ھ میں وفات پائی۔

مدفن | "صوفی آباد" سمنان (ایران) میں۔

۹۔ لغت نامہ دہخدا ص ۳۱۶ (حرف "ح"، شمارہ مسلسل ۴۸)

۱۰۔ ۱۔ کارنامہ بزرگان ایران۔ ۲۔ قصرِ عارفان۔

۳۔ نسخہ ہای خطی فارسی۔ فہرست مؤلفان جلد ۲ (ص ۱۸۰۸) از آقای احمد منزوی۔

تصانیف انہوں نے تین سو سے زیادہ کتابیں تصنیف و تالیف کیں جن میں سے مندرجہ ذیل کارنامہ بزرگان ایران اور آقای احمد منزوی نے نسخہ ہای فارسی جلد ۲ میں نقل کیں ہیں۔

۱۔ بیان الاحسان لاہل العرفان۔
۲۔ سربال البال فی اطوار سلوک اہل الحال۔
۳۔ فوائد العقائد۔
۴۔ لاہل الخلوۃ و الجلوۃ۔
۵۔ عُروۃِ الوثقیٰ۔
۶۔ آداب السفرہ۔
۷۔ اخلاق۔
۸۔ ارشاد المومن۔
۹۔ ارشادنامہ۔
۱۰۔ اقبالیہ۔
۱۱۔ چہل مجلس۔
۱۲۔ ختام المسلک۔
۱۳۔ سر سماع۔
۱۴۔ سکوت العاشقین۔
۱۵۔ شرح حدیث ارواح المومنین۔
۱۶۔ شرح فصوص الحکم۔
۱۷۔ فتح المبین لاہل الیقین۔
۱۸۔ نامہ ها۔
۱۹۔ نقطہ۔
۲۰۔ وصیت۔
۲۱۔ فرحۃ العالمین و فرحۃ الکاملین۔
۲۲۔ لمعات
۲۳۔ مجالس۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

نسب حضرت اویس قرنیؓ بن عامر بن جزء بن مالک. طائفہ بنی مراد سے۔

تابعین میں سے تھے اور یمن کے رہنے والے تھے۔ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے والہانہ محبت اور عقیدت تھی مگر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چشمِ ظاہر سے نہیں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ان کے بارے میں کئی احادیث منقول ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے، "اویس القرنی خیر التابعین باحسان" یعنی اویس قرنیؓ بھلائی میں بہترین تابع ہیں۔

وفات آپؓ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے اور زیادہ مؤرخین کے مطابق اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ یہ ۳۷ھ/ ۶۵۷ء کا واقعہ ہے۔

مدفن ابن بطوطہ نے دمشق میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر دیکھی۔

۱۱- ۱۔ لطائفِ نفیسیہ در مناقب و فضائلِ اویسیہ۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء از عطار نیشاپوریؒ۔

۳۔ انوارِ اولیاء (کامل) از رئیس احمد جعفری۔

۴۔ لغت نامۂ دہخدا ص ۵۱۰ (الف بخش دوم شمارۂ مسلسل ۱۵۷)

ماخذ

۱۔ احیاء العلوم الدین (جلد ۴) از امام ابوحامد محمد بن محمد غزالیؒ۔ مترجمان، مؤید الدین۔ محمد خوارزمی
بہ کوشش: حسین خدیوجم۔ انتشارات۔ بنیاد فرہنگ ایران۔ تہران۔ ۱۳۵۲ (خ)

۲۔ اُردو انسائیکلو پیڈیا (نیا ایڈیشن) ناشر۔ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور۔ ۱۹۶۸ء۔

۳۔ انسیہ (مخطوطہ) شمارہ ۵۸۰۶ از مولانا یعقوب چرخی۔ کتابخانۂ گنج بخش۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و
پاکستان۔ اسلام آباد۔

۴۔ انوارِ اولیاء (کامل) از سید رئیس احمد جعفری ندوی۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۸ء۔

۵۔ بزمِ صوفیہ از سید صباح الدین عبدالرحمان۔ ناشر دار المصنفین اعظم گڑھ۔ ۱۳۶۹ھ۔

۶۔ تاریخ عباسی (اُردو) تصنیف سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ قلمی مخزونہ کتب خانہ نوشاہیہ
ساہنپال شریف ضلع گجرات۔

۷۔ تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی (۲ جلد) از سعید نفیسی۔ ناشر کتاب فروشی فروغی
تہران ۱۳۴۴ خ۔

۸۔ تذکرۃ الاولیاء از شیخ فرید الدین عطار نیشاپوریؒ۔ بررسی۔ تصحیح متن۔ توضیحات و فہارس
از دکتر محمد استعلامی، انتشارات زوار تہران۔ ۱۳۴۶ خ۔

۹۔ تذکرۂ صوفیائے پنجاب از اعجاز الحق قدوسی۔ ناشر سلیمان اکیڈیمی۔ کراچی۔ ۱۹۶۲ء۔

۱۰۔ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ از علامہ نور بخش توکلیؒ۔ مع تکملہ از محمد صادق قصوری۔
ناشر نوری بک ڈپو۔ لاہور ۱۹۷۶ء۔

۱۱۔ خزینۃ الاصفیاء (۲ جلد) از مفتی غلام سرور لاہوریؒ۔ ناشر مطبع نولکشور کانپور ۱۳۳۲ھ۔

۱۲۔ رشحات عین الحیات (مخطوطہ) شمارہ ۴۱۲۔ از فخر الدین علی بن الحسین الواعظ الکاشفی رح
کتاب خانۂ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد۔

۱۳۔ زندگانی مولانا جلال الدین محمد رح (مشہور بمولوی) از بدیع الزمان فروزانفر۔ ناشر کتابفروشی
زوار تہران۔ ۱۳۳۳ھ۔

۱۴۔ سفینۃ الاولیاء از محمد داراشکوہ۔ ناشر مطبع منشی نولکشور۔ لکھنؤ۔ ۱۸۷۲ء۔

۱۵۔ الصحیح (ج ۲) از امام مسلم بن الحجاج۔

۱۶۔ فہرست کتابہائے چاپی فارسی (۲ جلد): گردآورندہ، خانبابا مشار۔ انتشارات، بنگاہ
ترجمہ و نشر کتاب تہران۔ ۱۳۳۷ خ۔

۱۷۔ فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی (ج ۲) نگارندہ احمد منزوی۔ ناشر مؤسسہ فرہنگی
منطقۂ تہران۔ ۱۳۴۹ خ۔

۱۸۔ فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانۂ گنج بخش از محمد حسین تسبیحی۔ ناشر مرکز تحقیقات فارسی
ایران و پاکستان۔ اسلام آباد۔ ۱۳۹۴ھ۔

۱۹۔ قدسیہ: تألیف خواجہ محمد پارسائی۔ با مقدمہ و تحشیہ و تصحیح و تعلیقات۔ ملک محمد اقبال۔
انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد۔ ۱۳۹۵ھ۔

۲۰۔ قصر عارفان از مولوی احمد علی۔ ناشر اورینٹل کالج میگزین۔ لاہور۔ ۱۹۶۵ء۔

۲۱۔ کارنامہ بزرگان ایران۔ نشریۂ ادارہ کل انتشارات و رادیو ایران۔ تہران ۱۳۴۰ خ

۲۲۔ کشف الاسرار و عدۃ الابرار (جلد ۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔۷۔۹) معروف بتفسیر خواجہ عبداللہ انصاری رح۔
تألیف ابوالفضل رشید الدین المیبدی رح۔ بسعی و اہتمام علی اصغر حکمت۔ ناشر کتابخانۂ
ابن سینا۔ تہران۔ ۱۳۴۴ھ۔

۲۳۔ کشف المحجوب (اردو ترجمہ) از ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری رح۔ ترجمہ از ابوالحسنات
سید محمد احمد قادری رح۔ ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن۔ لاہور ۱۳۹۷ھ۔

۲۴- لطائف نفیسہ در مناقب اولیسہ (مخطوطہ) شمارہ ۴۳۹۴ - از ناشناس۔
کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد۔

۲۵- لغت نامہ (آ - ابوسعد) و (ابوسعد اثبات) و (الف بخش دوم "۵" شمارہ مسلسل ۴۸)
و (حرف سین - ع شمارہ مسلسل ۴۸) از علی اکبر دھخدا، ناشر مجلس شورای ملی تہران
دانش گاہ تہران - ۱۳۲۵ خ تا ۱۳۴۸ خ -

۲۶- مثنوی معنوی (۶ دفتر) از مولانا جلال الدین محمد رومی بلخیؒ - ناشر مطبع منشی نولکشور
لکھنؤ ۱۳۳۴ ھ -

۲۷- مجمع البحار (ج ۳) از شیخ محمد طاہر۔ ناشر۔ مطبع نولکشور۔

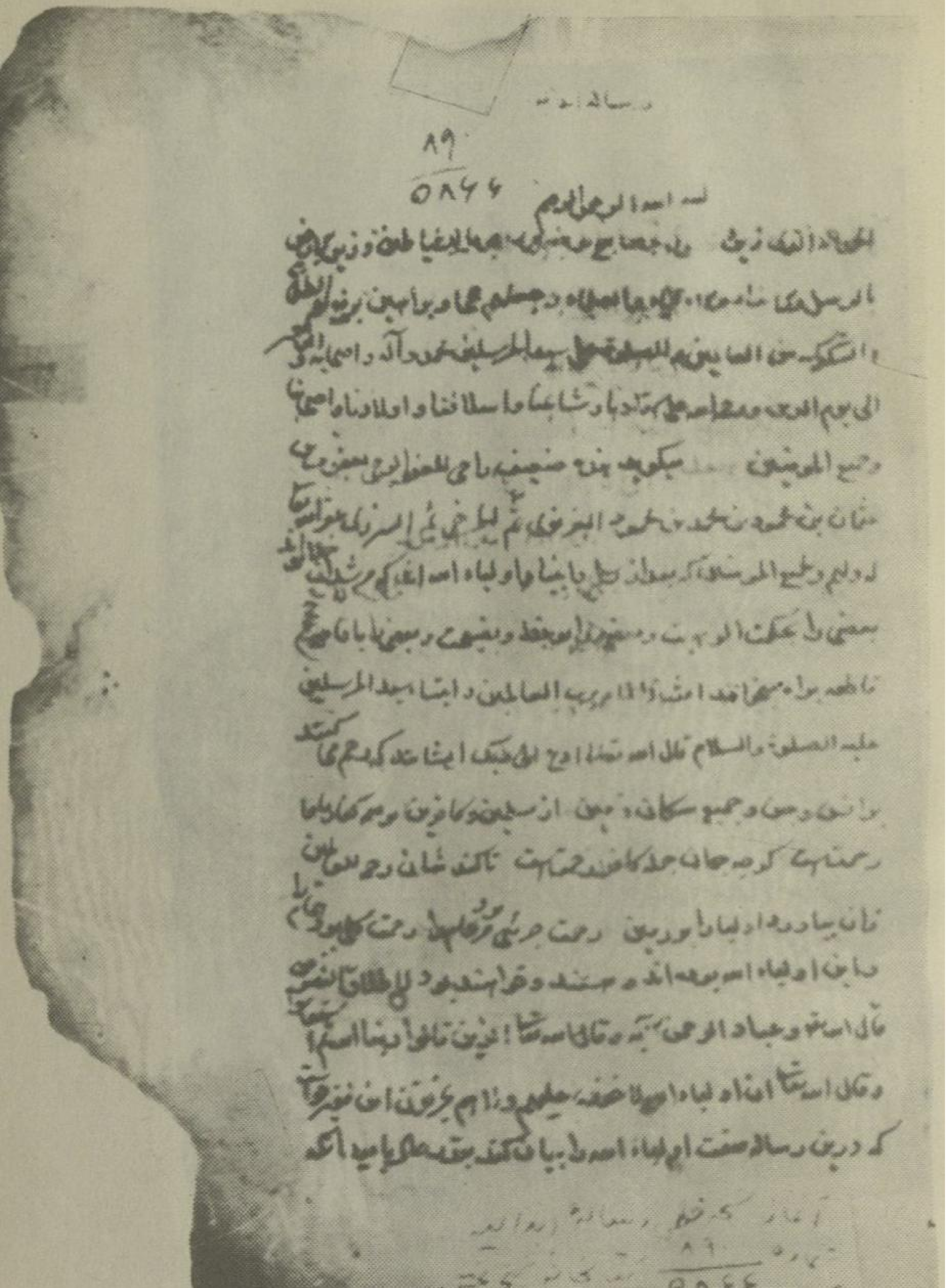
۲۸- مراۃ المثنوی۔ از تلمذ حسین۔ ناشر اعظم اسٹیم پریس حیدر آباد دکن۔ ۱۳۵۲ ھ -

۲۹- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ج ۱۱) از ملا علی قاری۔ ناشر مکتبہ امدادیہ۔ ملتان۔

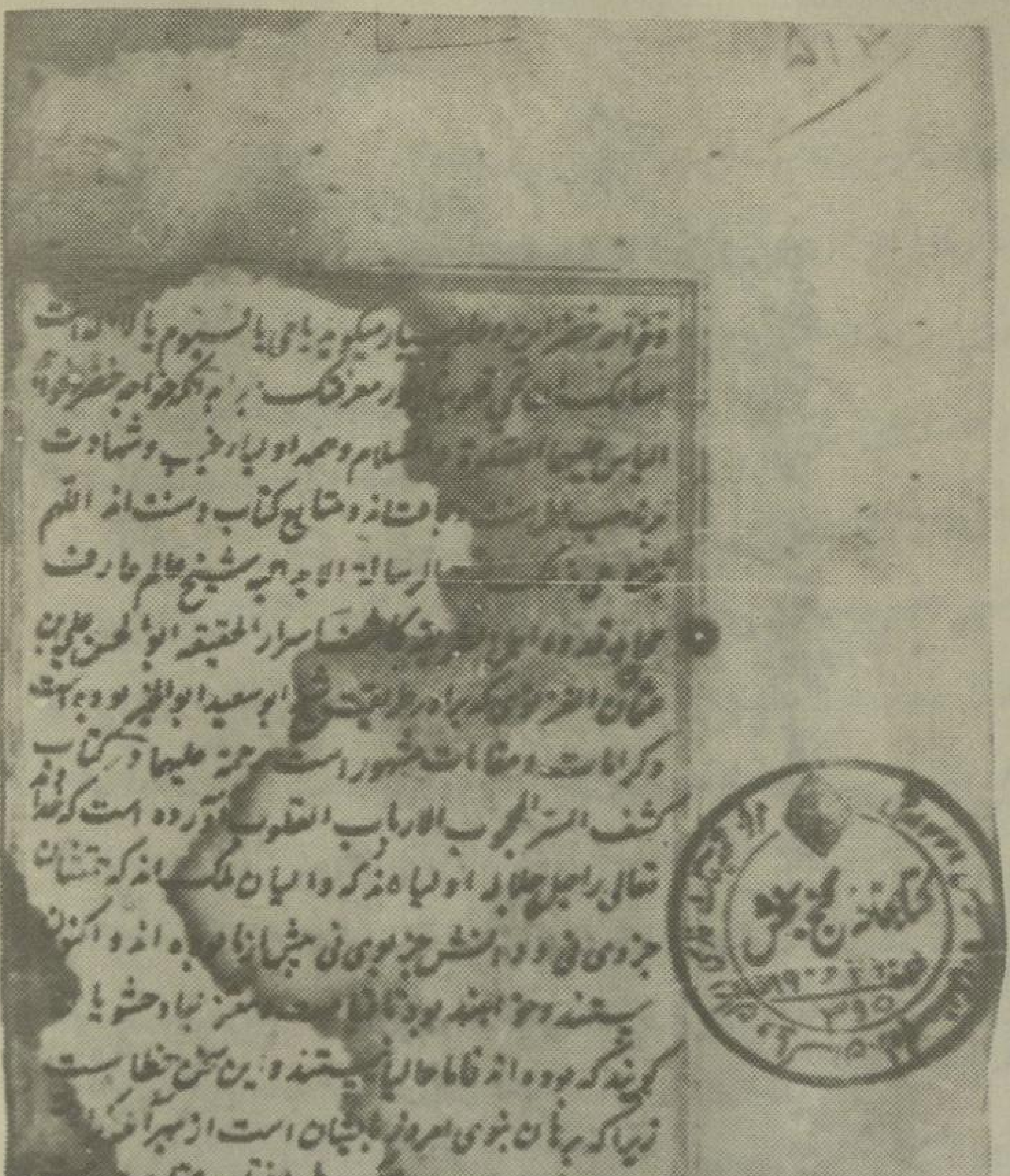
۳۰- معجم المفہرس لالفاظ الحدیث (ج ۷) مطبوعہ مصر۔

۳۱- نائیہ از مولانا یعقوب چرخیؒ با حواشی و مقدمہ خلیل اللہ خلیلی (با ضمیمہ نائیہ جامی)
ناشر انجمن تاریخ افغانستان۔ کابل۔ ۱۳۳۶ ش -

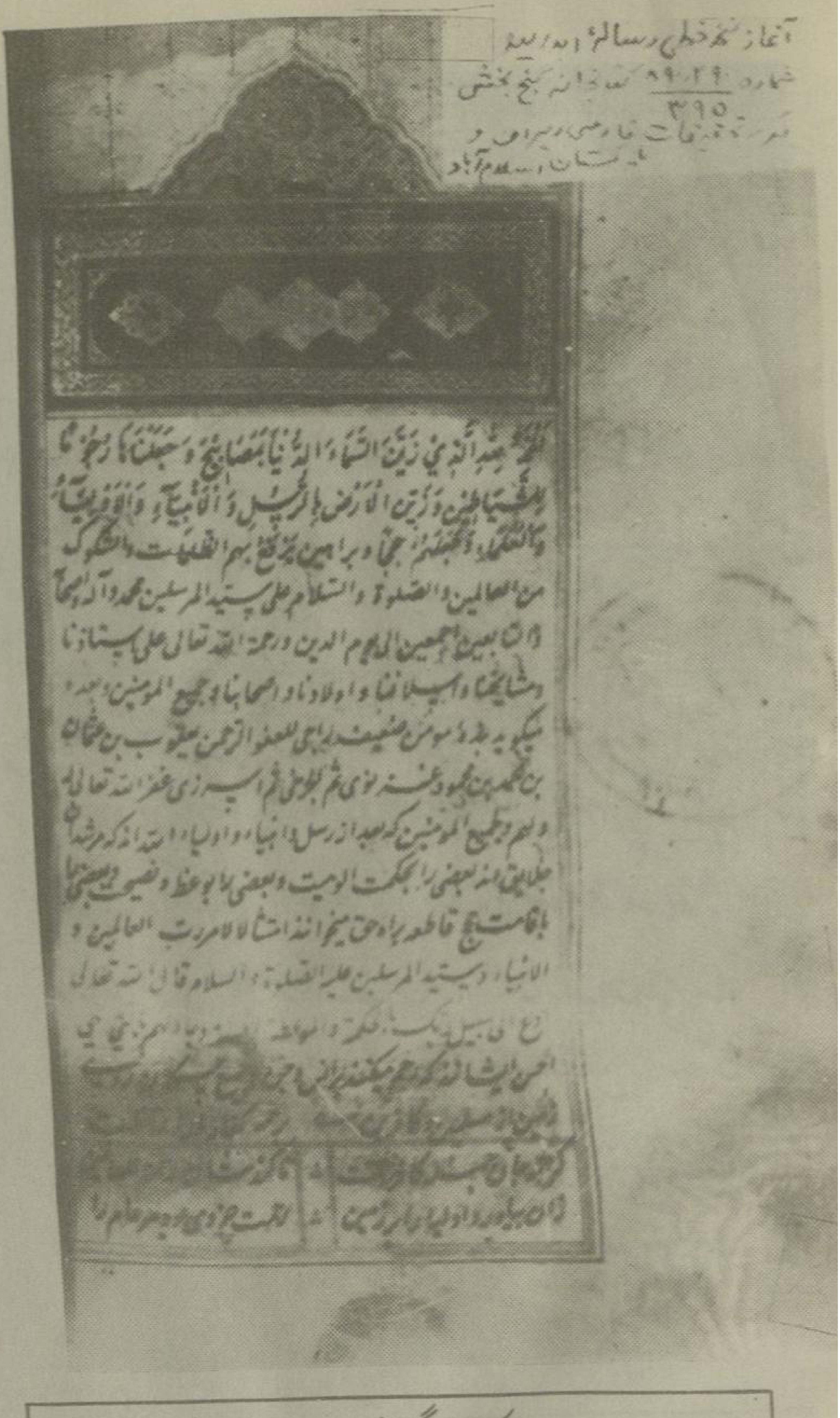
۳۲- نفحات الانس از عبد الرحمٰن جامیؒ - ناشر۔ مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس۔ لاہور۔


٨٩
٥٨٦٦
بسم الله الرحمن الرحیم

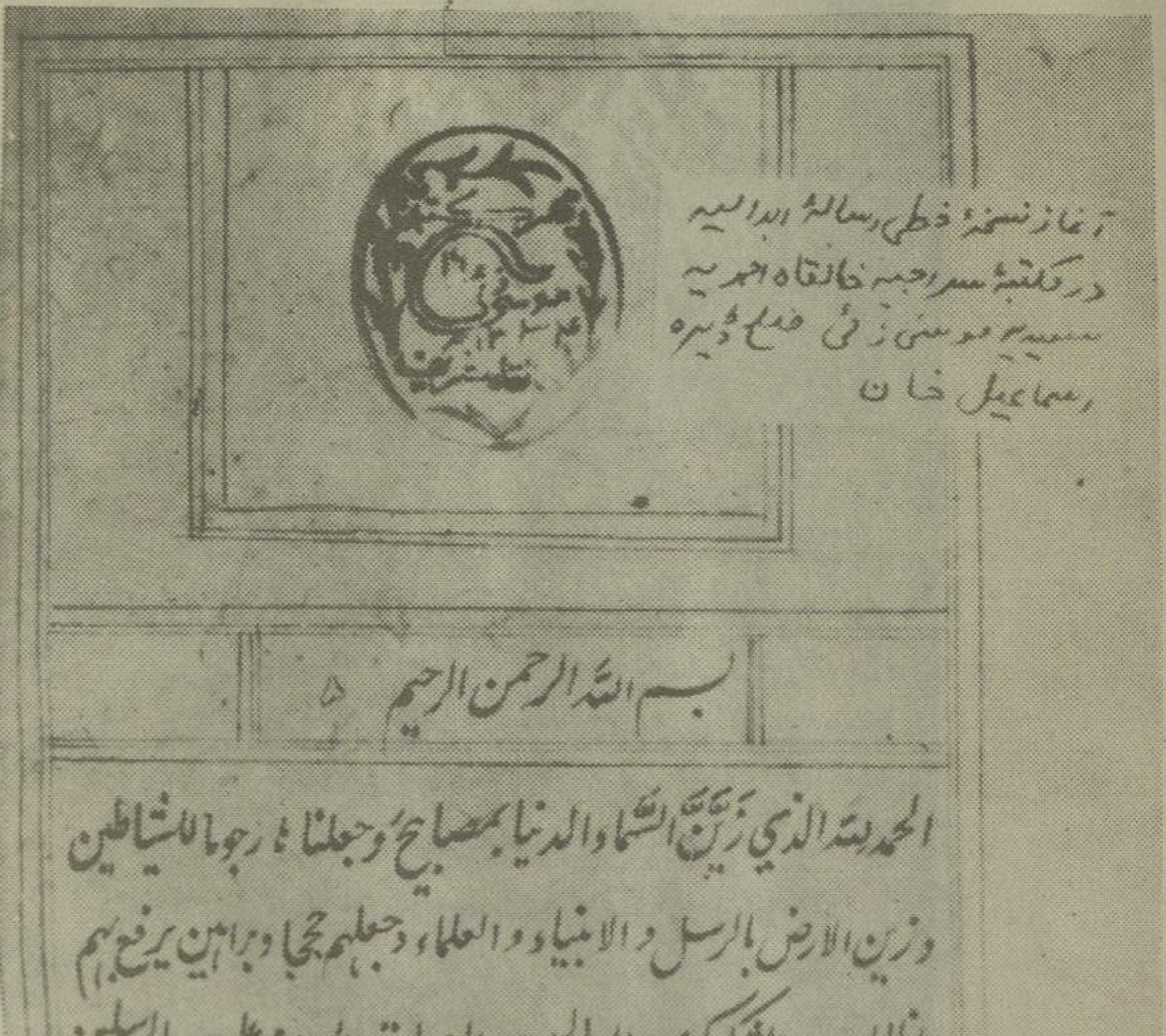
صفحهٔ اوّل رسالهٔ ابدالیه. مخزونهٔ کتابخانهٔ گنج بخش. اسلام آباد، شمارهٔ ۵۸۶۶



صفحهٔ آخر رسالهٔ ابدالیه. مخزونه کتابخانهٔ گنج بخش. اسلام آباد، شمارهٔ ۳۹۵



صفحهٔ اوّل رسالهٔ ابدالیه. مخزنهٔ کتابخانهٔ گنج بخش. اسلام آباد، شمارهٔ ۳۹۵

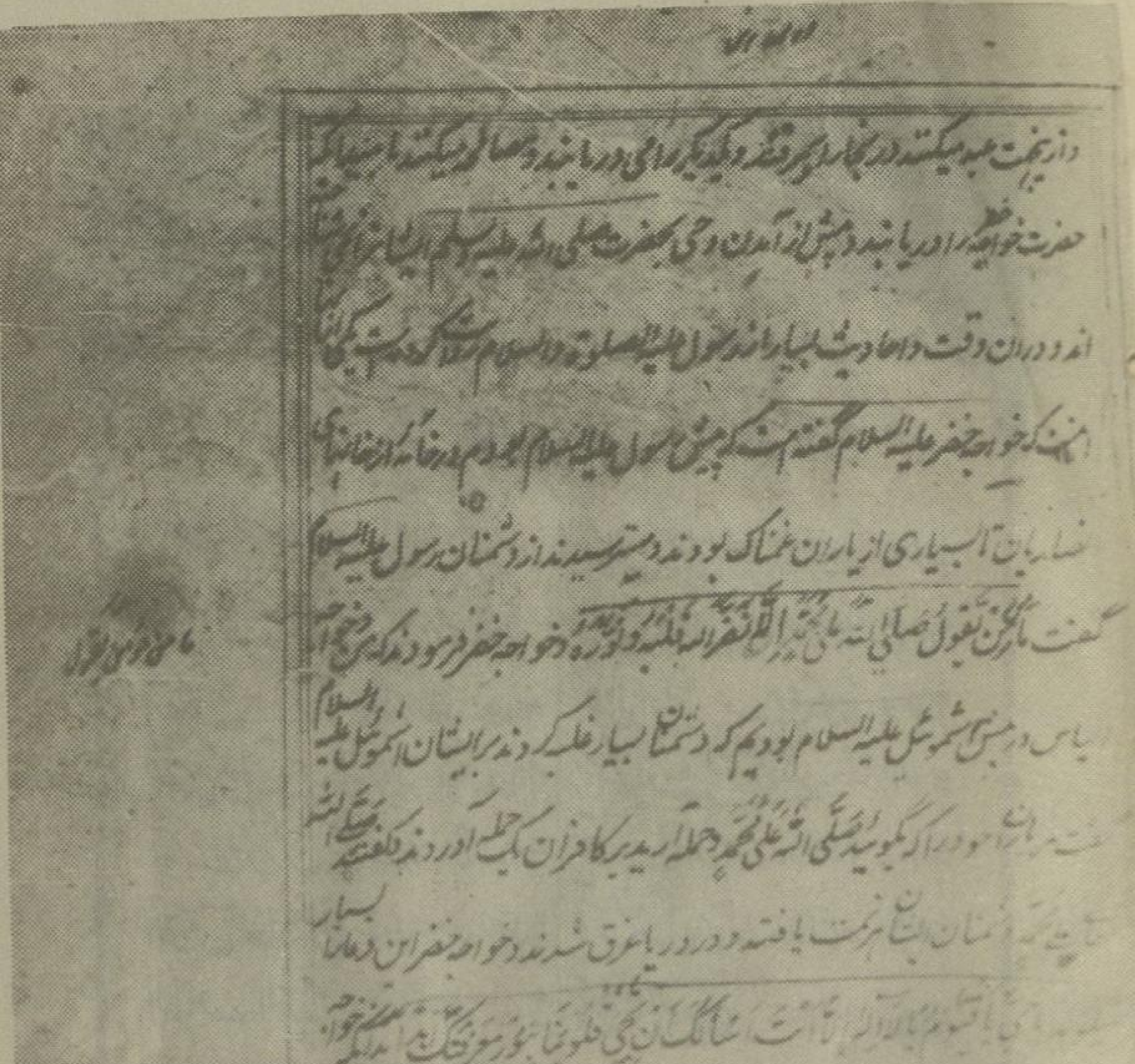


آغاز نسخۂ خطی رسالۂ ابدالیہ
در مکتبۂ سراجیہ خانقاہ احمدیہ
سعیدیہ موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ
اسماعیل خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی زین السماء الدنیا بمصابیح وجعلنا ہا رجوما للشیاطین
وزین الارض بالرسل والانبیاء والعلماء وجعلہم حججا وبراہین یرفع بہم
الظلمات والشکوک من العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین
محمد وآلہ اجمعین واصحابہ والتابعین الی یوم الدین رحمۃ اللہ علی استاذنا
ومشائخنا واسلافنا واولادنا واصحابنا وجمیع المومنین اما بعد میگوید
بندہ ضعیف راجی للعفو راجی یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود
الغزنوی ثم الچرخی ثم الشنزری غفر اللہ تعالی لہم ولجمیع المومنین کہ بعد از
[illegible] کہ مرشد ان خلائق اند بعضی را الحکمت [illegible]

صفحۂ اول رسالۂ ابدالیہ۔ مخزونہ مکتبہ سراجیہ۔ مملوکہ حضرت صاحبزادہ مولانا محمد اسماعیل صاحب سجادہ نشین خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔



صفحہ آخر رسالہ ابدالیہ ۔ مخزونہ مکتبہ سراجیہ ، مملوکہ حضرت صاحبزادہ مولانا محمد اسماعیل صاحب
سجادہ نشین خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ۔